© rasailojaraid.com

جناب اعجاز احمد خان سنگھانوی۔ ایم اے

بطلِ حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ ماہ جون ۱۸۹۶ء میں سابق ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ میں بفہ کے مقام پر پیدا ہوئے[1]۔ آپ کے والد مولانا حکیم سید گل تھے جو امان شاہ صاحب کے صاحبزادہ تھے۔ ۱۹۱۰ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا اور پورے ضلع میں اول پوزیشن حاصل کی۔ سکول کی تعلیم کے دوران ہی ابتدائی دینی تعلیم بھی اپنے والد ماجد سے حاصل کرتے رہے اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے پہلے مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا۔ ازاں بعد ۱۹۱۵ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ۔ حضرت مولانا غلام رسولؒ۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔

امتحان میں مولانا محمد اسحاق کانپوریؒ اول اور آپ دوم آئے۔ حضرت قاری محمد طیبؒ۔ حضرت مولانا محمد شفیعؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ جیسے حضرات آپ کے ہم جماعت اور ہم سبق تھے۔

دارالعلوم دیوبند میں دوران تعلیم جمعیۃ طلبہ دیوبند کی بنیاد رکھی۔ وہ کافی عرصہ تک اس تنظیم کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ اس طلبہ تنظیم نے مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار کیا۔ ۱۔ حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری ۲۔ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان۔ ۳۔ استاذ الکل مولانا محمد رسول خان ہزاروی ۴۔ حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ۵۔ استاذ العلماء مولانا محمد ابراہیم بلیاوی۔ ۶۔ حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند سابقاً۔ ۷۔ حضرت مولانا سید عبداللطیف ناظم مظاہر علوم سہارنپور۔ ۸۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری صدر المدرسین مظاہر علوم سہارنپور۔ ۹۔ حضرت مولانا غلام رسول بفوی ۔ ۱۰۔ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی حضرت مولانا اعزاز علی صاحب شیخ الفقہ والادب دارالعلوم دیوبند۔

فراغت کے بعد ایک سال تک معین المدرسین کے طور پر دارالعلوم دیوبند میں کام کر چکے تو حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم دیوبند نے آپ کو حیدر آباد دکن میں دارالعلوم کی طرف سے بحیثیت مفتی جانے کے لئے

---

[1] آپ کی پیدائش کی بابت متعدد قول ہیں ۱۸۸۵ء۔ جون ۱۸۹۶ء ۱۸۹۸ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا۔ تو آپ نے عذر بیان کرتے ہوئے عرض کی کہ حضرت میرے والد صاحب کی منت یوں تھی کہ میں فراغت کے بعد دینی خدمت یعنی درس و تدریس ہی میں مشغول رہوں۔ اس پہ حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا چلو حضرت سید انور شاہ صاحب سے اس کے متعلق پوچھ لیتے ہیں چنانچہ حضرت الاستاذ نے بھی یہی فرمایا کہ آپ کے والد صاحب کی منت یوں بھی پوری ہو جائے گی۔ تو ان بزرگوں کے ارشاد کے مطابق آپ حیدرآباد دکن چلے گئے۔ حیدرآباد دکن کی ایک ہندو ریاست سمستان گدوال میں دو سال تک بطور مبلغ اسلام تبلیغی خدمات انجام دیں اور بہت سے ہندو حلقہ بگوش اسلام ہوئے مسلمانوں کے اندر جو ہندوانہ رسوم راہ پا رہی تھیں ان کا سدّباب کر کے اسلامی طریق زندگی کو رواج دینے کی سعی بلیغ کی۔

جمعیۃ علماء ہند کی تنظیم کے لئے مولانا محمد یوسف جونپوری کے ہمراہ پورے ہندوستان کا دورہ کیا۔

حیدرآباد دکن سے وطن مراجعت کے بعد مانسہرہ ضلع ہزارہ میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا جہاں خود بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔

۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۰ء اپنے ضلع ہزارہ میں تبلیغی کام کرتے رہے۔ ۱۹۳۱ء میں ہزارہ میں سیاسی کام کا آغاز کیا اور انگریز کے خلاف نبرد آزما ہوگئے۔ اور اس کے نتیجہ میں ۱۹۳۲ء کا پورا سال ایبٹ آباد اور بنوں کی جیلوں میں گذارا۔ رہائی کے بعد "انجمن اسلامیہ" نے ایبٹ آباد کے تبلیغی مقاصد کے پیش نظر آپ کی خدمات حاصل کرلیں۔ ۱۹۳۳ء میں مرزائیت کے خلاف نبرد آزما رہے۔

آپ نے سیاسی زندگی کا آغاز فرنگی سامراج کی جانی دشمن جماعت مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے کیا۔ اسی تنظیم میں شمولیت کا نتیجہ تھا کہ وہ پوری زندگی سامراجی طاقتوں کے سخت خلاف رہے۔ تقسیم ہند سے قبل برصغیر میں خصوصاً پنجاب میں مجلس احرار کا طوطی بولتا تھا۔ مولانا ہزاروی باضابطہ طور پر ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار میں شامل ہوئے اور ضلع سیالکوٹ کے نائب امیر منتخب ہوئے۔ "تحریک ترک موالات" اور دیگر انگریز دشمن تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ صوبہ بہار کے ہندو مسلم فساد میں متاثر ہونے والے مسلمانوں کی فوز و فلاح کے لئے انتھک محنت کی اور اس دوران قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

قیام پاکستان کے بعد احرار نے سیاسی سرگرمیوں کو ختم کرکے اپنے آپ کو صرف دینی پلیٹ فارم تک محدود کرلیا۔ تو مولانا ہزاروی نے بھی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ اور صرف مسلک حقہ کی ترویج و اشاعت کے لئے مصروف عمل ہوگئے۔ اور اپنے علاقہ کے لوگوں میں پیدا شدہ غیر اسلامی رسومات کے خاتمہ کے لئے رات دن محنت کی۔

۱۹۵۳ء جو جب امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں تحریک ختم نبوت چلی تو مولانا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہزاروی نے اس میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ اور مرزائی امت کی ریشہ دوانیوں سے عوام کو آگاہ کرنے کے لئے ملک گیر دورے کئے۔ شاہ جی کے ایما سے آپ نے گرفتاری نہیں دی اور حکومت کی تمام مشینری کو معطل کرکے رکھ دیا۔

۱۹۵۶ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان میں علماء کا ایک ملک گیر کنونشن بلایا جس میں جمعیت علماء اسلام کی تنظیم نو کا فیصلہ کیا گیا۔ جمعیت کی امارت کی ذمہ داریاں حضرت لاہوریؒ نے اس شرط پر قبول فرمائیں کہ مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ کا عہدہ قبول فرمائیں تو وہ اس منصب کو سنبھال لیں گے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آزادی حریت کے اس عظیم جرنیل نے حضرت لاہوریؒ اور دیگر اکابر کی توقعات سے بڑھ کر کام کیا۔

۱۹۶۲ء میں مولانا ہزارویؒ مغربی پاکستان (اس وقت پاکستان کے دو حصے تھے۔ ایک مشرقی پاکستان اور دوسرا مغربی پاکستان) کی صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے جبکہ مولانا مفتی محمودؒ قومی اسمبلی کے ممبر تھے۔ بدنام زمانہ عائلی عائلی قوانین جو کہ ایوبی دور حکومت کے چہرہ پر بدنما داغ کی حیثیت رکھتے ہیں جن میں اسلام کے متعین کردہ اصولوں کو یکسر پس پشت ڈال دیا گیا تھا جب اسمبلی میں پیش ہوئے تو صوبائی اسمبلی میں مولانا ہزاروی نے ان خلاف اسلام قوانین کی اس انداز سے دھجیاں بکھیریں کہ اسمبلی کے چار ممبران کے سوا تمام ارکان اسمبلی نے اس قرارداد کو مسترد کر دیا۔ ان چار ارکان میں تین خواتین اور ایک پرویزی فکر کا مرد شامل تھا۔

۱۹۶۲ء میں جمعیت علماء اسلام کے مؤسس ثانی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی وفات کے بعد جمعیت کے وجود کو قائم رکھنے کا سہرا جس شخص کو جاتا ہے وہ مولانا غلام غوث ہزاروی ہیں جنہوں نے وسائل کی قلت بلکہ نہ ہونے کے باوجود جمعیت کو منظم کیا۔ پورے ملک میں تنظیمی جال بچھایا۔ صرف مغربی پاکستان میں چودہ سو دفاتر قائم ہوئے۔ ایوب خان کے خلاف اسلام اور جمہوریت دشمن اقدامات کی بنا پر جب لوگ سڑکوں پر نکل آئے تو جمعیت علماء اسلام نے اپنا تاریخی کردار ادا کیا۔ جمعیت پر پابندی عائد ہونے کی بنا پر نظام العلماء پاکستان کے نام سے عوام سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ایک نیا پلیٹ فارم حاصل کیا گیا۔ اسی دوران ایوب خان کی حکومت کے خلاف یوم نفاذ اسلام منانے کا اعلان کیا گیا اور لاہور میں دوران نماز شیرانوالہ گیٹ میں پولیس نے وحشیانہ لاٹھی چارج کیا اور حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ ناظم اعلیٰ نظام العلماء پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی گئی۔

ان حالات میں مولانا ہزاروی نے جمعیت کو تنظیمی اعتبار سے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیا جس کا اظہار ۱۹۶۸ء میں لاہور میں نظام شریعت کانفرنس کے انعقاد پر ہوا۔ اور اس کے بعد ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں ہوا۔ جب جمعیت علماء اسلام نے افرادی قوت کے اعتبار سے مغربی پاکستان کی دوسری بڑی پارٹی کے طور پر ابھری۔ انہی انتخابات کے نتیجہ میں صوبہ سرحد میں جمعیت نے حکومت قائم کی۔ اور مولانا مفتی محمودؒ نے وزیراعلیٰ کی حیثیت سے اسلامی قوانین کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فاذ کا اعلان کیا۔

۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۵ء میں جامعہ ازہر کی دعوت پر مصر تشریف لے گئے۔ اور وہاں مؤتمر میں مغربی فکر کے ماہر کی حیثیت کے ایک سوڈانی اسکالر کے باطل نظریات کا خوب خوب رد کر کے اسلام کی عظمت کا لوہا منوایا۔

۱۹۷۰ء کے عام انتخاب میں قومی اسمبلی کے ممبر چنے گئے۔ ۱۹۷۱ء میں عرب ممالک کی دعوت پر مشرقِ وسطیٰ کا دورہ کیا۔ ۱۹۷۲ء میں گورنمنٹ حج وفد کے رکن بنائے گئے۔ آپ پانچ مرتبہ زیارت حرمین کی سعادت سے فیض یاب ہوئے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی نے اپنے مسلک اور دین کو ہر چیز پر مقدم رکھا اور ان دو چیزوں کے بارے میں کبھی بھی مصالحت کا شکار نہیں ہوئے۔ اور اسی بنیاد پر وہ بادلِ نخواستہ اس جمعیت سے علیحدہ ہو گئے جس کی تعمیر و ترقی میں شب و روز مصروف رہے تھے۔ سیاسی زندگی میں ان پر قاتلانہ حملے بھی ہوئے لیکن یہ دھچکے فتنے بھی انہیں راہِ راست سے نہ ہٹا سکے۔ ۱۹۸۰ء میں جمعیت علماء اسلام سے علیحدگی اختیار کر لینے کے بعد ضعیف العمری اور کمزوری کے باعث زیادہ فعال نہ رہ سکے۔ اور بفہ ضلع ہزارہ میں اپنے چھوٹے سے مکان میں زیادہ تر وقت گزارنے لگے۔

تصانیف و دیگر مشاغل | آپ راولپنڈی میں جامع مسجد [illegible] کے مستقل خطیب تھے۔ [illegible] "[illegible] پنڈی" کے مدیر اعلیٰ بھی تھے۔

تصانیف میں مندرجہ ذیل کتابیں شامل ہیں۔

۱۔ ایمان ۲۔ جہاد ۳۔ سیرۃ النبیؐ ۴۔ [illegible] ۵۔ مجاہدانہ تقریریں۔

۶۔ جواب محضر نامہ کہ "قادیانی قطعی کافر اور غیر مسلم اقلیت ہیں" جو کل ۲۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

بیعت و خلافت | مولانا غلام غوث ہزاروی خانقاہ عالیہ سراجیہ کے حکیم عبدالمجید سیفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت و اجازت حاصل تھی۔ اور آپ انہی سے بیعت تھے۔

وصال | زندگی کی جدوجہد کے تقریباً چالیس سال گزار کر ۲۳/۲۴ فروری ۱۹۸۱ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ کو بفہ میں شب کو ساڑھے چار بجے انتقال فرمایا۔

موت سے صرف چار روز قبل ۲۰ جنوری ۱۹۸۱ء کو آپ نے راولپنڈی میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا ان تقریر میں آپ نے فرمایا یہ میری زندگی کا آخری جمعہ ہے۔ یہ تقریر ٹیپ ہے۔

وصال سے کچھ پہلے اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ تمام عمر تمہیں میرے گھر میں کبھی راحت نہ مل سکی۔ میں نے کبھی تمہیں درشت کہا ہو تو معاف کرنا۔

اس کے بعد بچوں اور داماد سے فرمایا میں آپ سب کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ آخری لمحات میں آنکھیں بند کر رکھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھیں۔ مولانا کے داماد قاری نذیر احمد صاحب پاس کھڑے تھے رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ بار بار پڑھ رہے تھے کہ آنکھیں کھول کر فرمایا آگے بھی تو پڑھے۔ رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ اس کے بعد کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بہت آہستہ آواز سے فرماتے ہوئے جھٹکے سے اپنا منہ قبلہ کی جانب کرتے ہوئے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ذرا بلند آواز سے پڑھا اور اسی لمحہ آپ کی روح مبارک تشریف لے جا چکی تھی۔ لیکن آپ کا چہرہ جوانی کی طرح بڑا نظر آنے لگا۔ اور آپ کا حسن جوانی سے کہیں زیادہ ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا ہزارویؒ نے اپنے بھائی کو چند وصایا فرمائیں جن میں سے بعض یہ ہیں:۔

۱۔ میرا جنازہ جلدی پڑھانا۔ ۲۔ کوئی غیر شرعی رسم نہ کرنا۔ ۳۔ میرے گور وکفن میں جلدی کرنا اور کسی کا انتظار نہ کرنا۔ پھر حضرت نے اپنی بیٹیوں اور داماد کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ "میں آپ سب کو اپنے مولائے حقیقی کے سپرد کرتا ہوں" جس روز آپ کا انتقال ہوا اس روز سخت بارش اور سخت سردی تھی لوگ موسلا دھار بارش میں گھنٹوں کھڑے رہے اس قدر لوگ تھے کہ بفہ کی مساجد اور ڈویژن کا سب سے بڑا ہائی اسکول ناکافی تھا۔ بیشمار لوگ سخت بارش اور سردی کے باوجود جنازہ میں شریک ہوئے۔ اور آپ کو بفہ کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کردیا۔

اولاد اور پسماندگان مولانا کا اکلوتا بیٹا زین العابدین بچپن ہی میں انتقال کرگیا تھا۔ آپ نے ایک اہلیہ اور پانچ صاحبزادیاں چھوڑیں۔ مولانا کے چھوٹے بھائی مولانا فقیر محمد صاحب جو پرانے فاضل دیوبند اور سابق وائس پرنسپل گورنمنٹ کالج مانسہرہ ہیں ابھی حیات ہیں۔

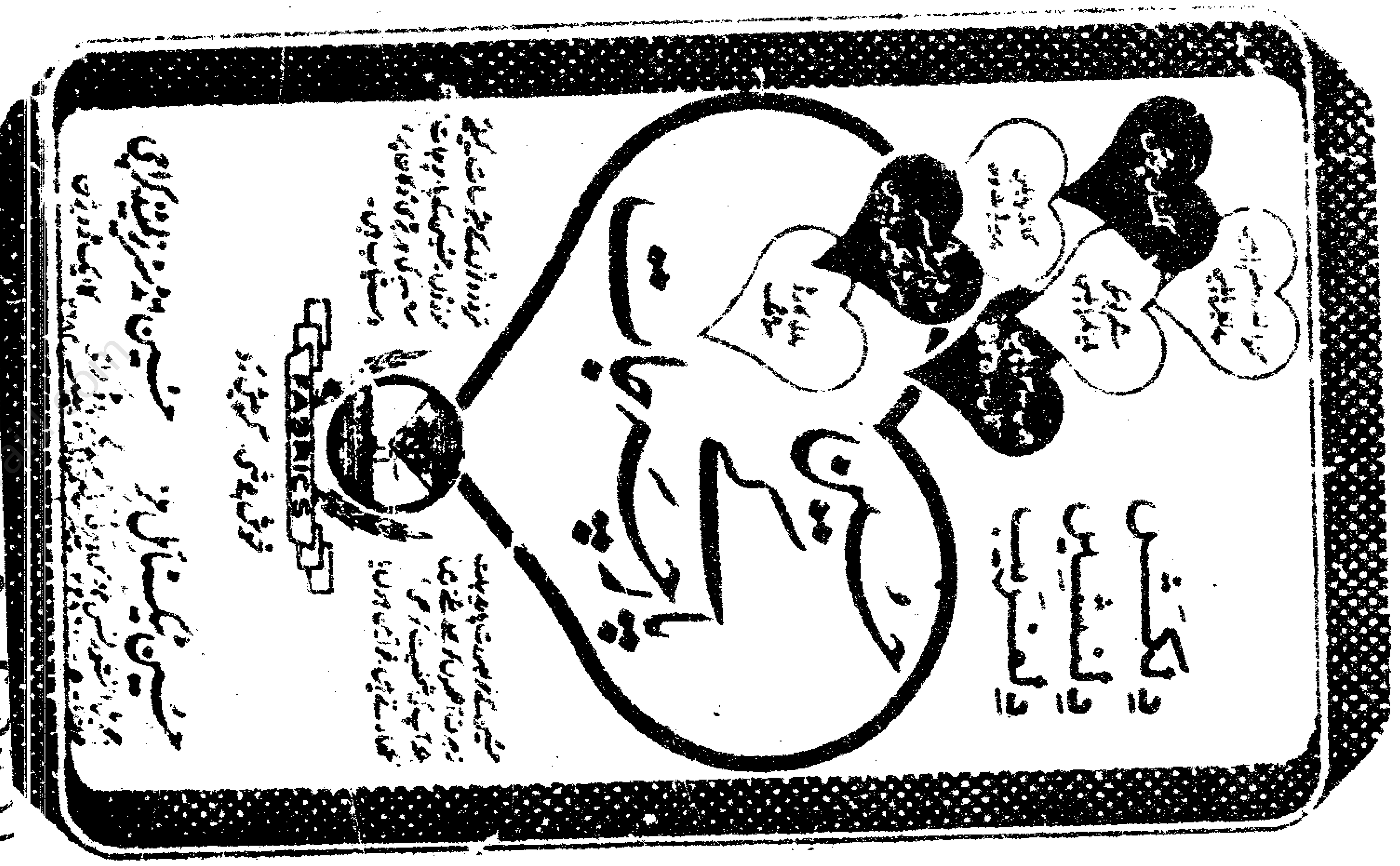

© rasailojaraid.com